5

دیہات میں تبلیغ کرنے کی نئی سکیم کو کامیاب بنایا جائے

(فرمودہ 29 جنوری 1943ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں نے ایک گزشتہ خطبہ میں جماعت کو تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی ہدایت کی تھی اور ساتھ ہی تربیت کی طرف بھی زیادہ توجہ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ مَیں نے اس امر پر کچھ عرصہ سے بہت غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہماری مبلغین کلاس اور وہ انتظام جو مبلغوں کے پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے موجودہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں۔ مَیں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ صرف مبلغین کلاس کے پاس شدہ نوجوانوں کو ہی بطور مبلغ مقرر کرنے کی ہدایت میری ہی طرف سے تھی اور مَیں نے صدر انجمن اور ناظر دعوت و تبلیغ کو حکماً اس امر سے باز رکھا تھا کہ جو لوگ مبلغین کلاس کے پاس شدہ نہ ہوں ان کو مبلغ رکھا جائے اور اس ہدایت کے دینے کا موجب یہ باتیں تھیں۔ اول یہ کہ اگر دوسرے لوگ بھی تبلیغ کے کام پر لگائے جائیں تو مبلغین کلاس پاس شدہ نوجوانوں کے لئے گنجائش بہت کم رہ جاتی ہے اور اس طرح ان کی تعلیم وغیرہ پر جو اخراجات سلسلہ نے کئے ہوتے ہیں وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ دوسرے اس لئے کہ اگر کوئی اصل مقرر نہ کیا جائے تو ہمارے ملک کے اخلاق و تمدن کے لحاظ سے فرض شناسی اور ذمہ داری کی ادائیگی کا مادہ یہاں چونکہ بہت ہی کم ہے اس لئے ایسے لوگ مبلغ رکھ لئے جائیں گے جو تبلیغ کی غرض کو پورا کرنے

والے نہ ہوں اور صرف ناظریاان کے مددگاروں پر بعض اثر والے احباب کے زور دینے یالحاظ کی وجہ سے رکھ لئے جائیں۔ اس قسم کا لحاظ کرنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے۔ مگر اس گناہ پر ابھی ہندوستان کے لوگ غالب نہیں آسکے۔ دوسرے تو بالکل ہی نہیں آسکے اور احمدیوں کا بیشتر حصہ بھی اس گناہ پر اچھی طرح ابھی غالب نہیں آسکا۔ اگر کوئی ناظر کے پاس آکر اپنی حالتِ زار بیان کرے اور کہے مَیں بھوکا مَر رہا ہوں، بال بچوں کے گزارہ کی کوئی صورت نہیں۔ تبلیغ کا بھی جوش ہے اور پانچ سات آدمی آکر کہہ دیں کہ آپ کا بڑا احسان ہو گا ہمارے اس آدمی کو نوکر رکھ لیں تو بسا اوقات اس دباؤ کو وہ برداشت نہ کر سکے گا۔ وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ سلسلہ کی دنیا میں تبلیغ کا وہ خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے۔ پانچ سات آدمیوں کی سفارش پر یا کسی امیدوار کے گڑگڑانے اور منّتیں کرنے پر کسی کو مبلّغ رکھ لینے کا یہ نتیجہ بھی ہو سکتا ہے کہ مبلغین کلاس کا پاس شدہ نوجوان جس پر تعلیم دینے کے لئے سلسلہ نے سینکڑوں روپیہ خرچ کیا ہو جب تعلیم پا کر فارغ ہو تو اسے جواب دینا پڑے۔ اس لئے کہ بجٹ میں گنجائش نہیں یا جتنے مبلغ رکھنے چاہئیں اتنے رکھے جا چکے ہوں۔ پس اگر مَیں یہ اصول مقرر نہ کرتا تو اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوتا کہ مبلغین کلاس پاس شدہ نوجوان کام سے محروم رہ جاتے اور اُن پر جو روپیہ خرچ ہو چکا تھا وہ ضائع چلا جاتا اور پھر بعض ایسے لوگ بھی مبلغ رکھے جا سکتے جو درحقیقت تبلیغ کی قابلیت نہ رکھتے بلکہ محض اس وجہ سے رکھ لئے جاتے کہ انہوں نے الحاح سے درخواست کی ہوتی یا پانچ سات دوستوں نے ان کی سفارش کی ہوتی کہ یہ ہمارا آدمی بھوکا مر رہا ہے اس کے لئے روزگار کا ضرور کوئی انتظام کیا جائے۔

اسلامی حکومت میں ہر فرد کے لئے روٹی کا انتظام کرنا حکومت کے ذمہ ہوتا ہے۔ اور بے شک جس حد تک ہم سلسلہ کے نظام کو اپنے ملکی حالات کے لحاظ سے اسلامی نظام کا قائم مقام بنا سکتے ہیں اس حد تک ہر فرد کے لئے روٹی کا انتظام کرنے کا نظام سلسلہ ذمہ دار ہے مگر ہمارا موجودہ نظام ابھی ایسی حکومت کا قائم مقام نہیں جو ٹیکس وغیرہ لگا کر یا دوسرے ذرائع سے روپیہ حاصل کرنے کا حق رکھتی اور اس کے وصول کرنے کے لئے رعب اور طاقت رکھتی ہے۔ ہمیں ابھی یہ حق اور اختیار حاصل نہیں۔ اس لئے شرعاً بھی اور قانوناً بھی ہم ان اُمور کو

ادا کرنے کے ابھی ذمہ دار نہیں ہیں جیسا کہ حکومت حاصل ہونے کی صورت میں ہوتے۔ پس جہاں تک قانونِ شریعت کا سوال ہے مرکزِ سلسلہ ابھی ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور بوجھوں کو اٹھانے کا ذمہ دار نہیں جن کو اٹھانا اس وقت ضروری ہوتا اگر ہمارے ہاتھ میں حکومت ہوتی۔ پس ان باتوں کے پورا نہ کرنے کی صورت میں ہم پر کوئی اعتراض نہیں آ سکتا جن کو پورا کرنا اسلامی حکومت کا فرض ہوتا ہے مگر جہاں تک تعاون اور اخلاقی مدد کا سوال ہے سلسلہ ایسی باتوں میں حصہ لیتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو مدد دیتا ہے مثلاً آجکل گندم کی دِقّت ہے امورِ عامہ الگ اسے مہیا کرنے کی کوشش میں لگا ہوُا ہے اور مَیں اس کے لئے الگ کوشش کر رہا ہوں۔ علاوہ اس گندم کے جو دوستوں سے جمع کر کے تقسیم کی گئی جو قیمتاً خریدنا چاہتے تھے ان کے لئے بھی انتظام کیا گیا۔ بعض لوگوں کے لئے قرض کا انتظام بھی کیا گیا۔ اب پھر جو دِقّت درپیش ہے اسے رفع کرنے کی بھی پوری کوشش جاری ہے۔ مختلف مقامات پر آدمی بھیجے گئے ہیں۔ اخبار میں بھی اعلان کیا جا رہا ہے۔ یہ ذمہ داری ہم پر فرض نہیں زائد ہے۔ اگر اسے کریں تو اچھا ہے۔ جو فائدہ لوگوں کو پہنچایا جا سکتا ہے وہ پہنچانا چاہیئے اور پہنچایا جا رہا ہے۔ مگر یہ ہم پر فرض نہیں۔ ہاں جو اچھا کام کیا جا سکتا ہو وہ کرنا چاہیئے خواہ وہ فرض نہ بھی ہو۔ دنیا میں لوگ صرف وہی کام نہیں کرتے جو فرض ہوں۔ بیوی بچوں کے لئے، دوستوں کے لئے کئی ایسے کام کرتے ہیں جو اُن پر فرض نہیں ہوتے۔ بیوی کے لئے زیور بناتے ہیں، یہ فرض نہیں لیکن جو جائز حد تک بیویوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کام کر سکتے ہیں وہ کریں تو اچھا ہے اور کرتے ہیں۔ باپ اگر بچہ کو سیر کے لئے لے جا سکے تو لے جاتا ہے۔ یہ فرض تو نہیں مگر لوگ کرتے ہیں۔ اسی طرح جو دوسرے کام فرض نہیں اور جن کا کرنا ہم پر واجب نہیں مگر کئے جائیں تو اچھا ہے۔ لوگ انہیں کرتے ہیں اور ہم بھی کرتے ہیں مگر نفل کے طور پر اور طوعاً کرتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے یہ فرض نہیں اور نہ ہماری ذمہ داری ہے۔ ہاں کئے جائیں تو اچھا ہے مگر ایسے کاموں کو فرض پر مقدم کرنا اور ان کے لئے فرض کو ترک کر دینا جائز نہیں۔ یہ فرض ہے کہ کسی کام پر دیانتداری کے ساتھ ایسے آدمی مقرر کئے جائیں جو اُس کے اہل ہوں۔ لیکن کسی غریب کی مدد کرنا اچھا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی اس مدد کی

ہدایت ہے مگر فرض نہیں۔ لیکن یہ فرض ہے کہ کسی کام پر کسی کو لگانے کا اختیار ہو تو صرف ایسا آدمی رکھا جائے جو واقع میں اس کام کا اہل اور مستحق ہو۔ کسی کی مدد کرنا اور اس کے لئے روزگار کا مہیا کرنا نفل ہے مگر کسی کام پر اس کے لئے موزوں اور اہل آدمی کو مقرر کرنا فرض ہے۔ اور اگر کوئی نفل کے لئے فرض کو ترک کر دے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ مگر بعض اوقات ہوتا یہ ہے کہ کسی کی مدد کے خیال سے اسے ایسے کام پر لگا دیا جاتا ہے جس کا وہ صحیح معنوں میں اہل نہیں ہوتا۔ اس لئے مَیں نے یہ اصول مقرر کیا تھا کہ مبلغ صرف اسی کو رکھا جائے جو مبلغین کلاس پاس شدہ ہو۔

جہاں تک میری اپنی زندگی کا تعلق ہے مَیں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ مَیں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اہل آدمی کو کسی کام پر مقرر کرنے کے متعلق فرض میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ مجھے اس وجہ سے گالیاں بھی دی گئیں۔ بعض اوقات دوست دشمن بن گئے۔ مجھے اس وجہ سے بُرا بھلا بھی کہا گیا مگر لِلّٰہِ الْحَمْدُ کہ مَیں نے کبھی اس فرض کو ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ غلطی مَیں بھی کر سکتا ہوں اور ممکن ہے مَیں نے کبھی انتخاب میں غلطی کی ہو مگر دیدہ دانستہ میں نے کبھی اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی۔ لیکن مَیں جانتا ہوں کہ میرے مددگار اور نائب بعض اوقات ایسا کر لیتے ہیں۔ اس لئے مَیں نے یہ قاعدہ بنا دیا تھا کہ مبلغین کلاس پاس شدہ ہی مبلغ رکھے جائیں مگر کچھ عرصہ سے مَیں اِس بات کو محسوس کر رہا ہوں کہ ایک تو ہمارے یہ مبلغ دیہات میں کام کرنے کے قابل نہیں ہیں اِن کی تعلیم اور قادیان کا شہری تمدن کو اختیار کر لینا ان مبلغین کے دیہات میں تبلیغ کرنے کے رستہ میں روک بن گیا ہے۔ یہ مبلغ بوجہ اس کے کہ قادیان ایک شہر بن چکا ہے دیہات میں جانے اور وہاں تبلیغ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ملک کی کثیر آبادی دیہات میں بستی ہے۔ دس فیصدی لوگ شہروں میں رہتے ہیں اور نوے فیصدی دیہات میں بستے ہیں۔ اور ہمارے ملک کا جو حصہ زیادہ ہے اسے تبلیغ میں نظر انداز کر دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ پس ایک تو مَیں نے یہ نقص دیکھا کہ ہمارے مبلغین بوجہ شہری زندگی اختیار کر لینے کے گاؤں میں جا کر تبلیغ نہیں کر سکتے۔ دوسرا نقص مجھے یہ نظر آیا ہے کہ ان مبلغین کا

علمی مذاق اتنا اعلیٰ ہوتا ہے کہ گاؤں کے لوگوں میں بیٹھ کر ان کی مرضی اور سمجھ کے مطابق یہ تبلیغ نہیں کر سکتے۔ پھر ان مبلغین کو ہم جو گزارہ دیتے ہیں اور دینا چاہیئے اور ان کی تعلیم اور اخراجات کے لحاظ سے ان کو جو گزارہ دیا جاتا ہے وہ ایسا ہے کہ اسے برداشت کر کے زیادہ تعداد مبلغوں کی نہیں رکھی جا سکتی۔ اور لازماً مبلغین کی تعداد کم رکھنی پڑتی ہے۔ چنانچہ پانچ چھ سال سے کوئی نیا مبلغ نہیں رکھا جا سکا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مبلغین کو جو اخراجات دینے پڑتے ہیں وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی تعداد بڑھائی نہیں جا سکتی۔ وہ دراصل تو کم ہیں مگر سلسلہ کی مالی حالت کے لحاظ سے ایسے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے زیادہ مبلغ رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا ہے کہ دیہات کے لوگ تبلیغ اور مبلغوں سے استفادہ سے عام طور پر محروم رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ دیہات کے لوگوں کو ہی مبلغوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ وہ کمی تعلیم کی وجہ سے بعض اوقات دشمن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دیہات کے لوگ جتھوں کی صورت میں رہنے کے عادی ہوتے ہیں اور اس وجہ سے دیہات کے احمدی بھی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں سے تعلقات رکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ شہروں میں اہلی زندگی بہت کمزور ہے۔ یہاں تک کہ اگر شہر میں کسی کا کوئی رشتہ دار آ جائے تو بعض اوقات انہیں دھتکار دیا جاتا ہے مگر دیہات میں یہ حالت نہیں۔ وہاں رشتہ دار کو لوگ کھینچ کر بھی اپنے گھر لے جاتے اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ شہروں میں تو عام طور پر یہ حالت ہے کہ اگر کسی کا بھتیجا یا بھاوج بھی آ جائے چند دن اس کے ہاں رہے تو اسے کہہ دیتے ہیں کہ جا کر اپنا انتظام کرو۔ مگر دیہات کی یہ حالت نہیں اور خدا کرے کہ کبھی ایسی حالت نہ ہو۔ دیہاتی عام طور پر مہمان نواز ہوتے ہیں اور تکلیف کے وقت میں رشتہ داروں کی مدد کرتے ہیں اور عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے قریب بلکہ بعید کے رشتہ داروں کے بھی ذمہ دار ہیں۔ کسی پر کوئی مشکل وقت آن پڑے تو اس کے رشتہ دار اسے اپنے ہاں لے جاتے ہیں اور اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ گو اس طرح انہیں کام میں مدد دینے والے ہاتھ بھی میسر آ جاتے ہیں مگر ان کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ یہ کام میں ہماری مدد کریں بلکہ نیت ان کی مدد کرنے کی ہوتی ہے۔ اس لئے دیہات کے احمدی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے اثرات سے بچ نہیں رہ سکتے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی احمدی فوت ہو جائے تو اس کے

غیر احمدی رشتہ دار اس کے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی ان کے ساتھ جانے میں جھجک محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے خاوند یا باپ کی زندگی میں بھی ان کے ہاں آنے جانے کے عادی ہوتے ہیں اور ان کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ہمیں ان کے پاس اس حالت میں نہ جانا چاہئے کہ ان کا اثر قبول کرنا پڑے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور غیر احمدی رشتہ داروں سے تعلقات نہ رکھنے چاہئیں بلکہ احمدی ہو کر آدمی کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ دیہات کے احمدی غیر احمدی رشتہ داروں کے اثر کو قبول کرنے کے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور بعض اوقات کر لیتے ہیں اور اس وجہ سے وہ زیادہ مستقل تربیت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور ہمارے موجودہ مبلغ نہ تو دیہات میں تبلیغ کے اہل ہیں اور نہ دیہاتیوں کا مذاق رکھتے ہیں اور نہ ہی ہمارے مالی حالات ایسے ہیں کہ ہم اتنے زیادہ مبلغ رکھ سکیں کہ وہ دیہات میں جگہ جگہ تبلیغ کر سکیں۔

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ دو قسم کے مبلغ ہونے چاہئیں۔ ایک تو وہ جو بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں جا کر تبلیغ کر سکیں، لیکچر اور مناظرے وغیرہ کر سکیں۔ اپنے ماتحت مبلغوں کے کام کی نگرانی کر سکیں اور ایک ان سے چھوٹے درجہ کے مبلغ دیہات میں تبلیغ کے لئے ہوں۔ جیسے دیہات کے پرائمری سکولوں کے مدرس ہوتے ہیں۔ ایسے مبلغ دیہات کے لوگوں میں سے ہی لئے جائیں۔ ایک سال تک ان کو تعلیم دے کر موٹے موٹے مسائل سے آگاہ کر دیا جائے اور پھر ان کو دیہات میں پھیلا دیا جائے اور جس طرح پرائمری مدرّس اپنے اردگرد کے دیہات میں تعلیم کے ذمہ دار ہوتے ہیں اس طرح یہ اپنے اپنے علاقہ میں تبلیغ کے ذمہ دار ہوں۔ پرائمری مدرّسوں کی تنخواہ 15، 20 روپیہ ماہوار ہوتی ہے اور اتنی تنخواہ ہم ان مبلغوں کو دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ایسے مدرس پنجاب میں 15، 20 ہزار ہوں گے اور کوئی وجہ نہیں کہ ایسے ہی درجہ اور اتنی ہی تعلیم کے نوجوانوں کو دینی مسائل سکھا کر ہم انہیں تبلیغ کے لئے مقرر نہ کریں۔ انہیں ایک سال میں موٹے موٹے دینی مسائل مثلاً نکاح، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جنازہ وغیرہ کے متعلق احکام سکھا دیئے جائیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا دیا جائے۔ کچھ احادیث پڑھا

دی جائیں۔ سلسلہ کے ضروری مسائل پر نوٹ لکھا دیے جائیں۔ تعلیم و تربیت کے متعلق ان کو ضروری ہدایات دی جائیں۔ اور انہیں سمجھا دیا جائے کہ بچوں کو کس قسم کے اخلاق سکھانے چاہئیں۔ اور اس غرض سے انہیں ایک دو ماہ خدام الاحمدیہ میں کام کرنے کا موقع بہم پہنچایا جائے اور یہ سارا کورس ایک سال یا سوا سال میں ختم کرا کے انہیں دیہات میں پھیلا دیا جائے۔ ایک ایک ضلع میں دو دو تین تین مقرر کئے جائیں۔ جہاں احمدی زیادہ ہوں وہاں کچھ زیادہ اور جہاں کم ہوں کم رکھے جائیں۔ اور ہر ایک کو ارد گرد کے پندرہ بیس دیہات میں تبلیغ کا کام سپرد کر دیا جائے۔ مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایسے نوجوان تبلیغ کرنے کے لئے جوش رکھتے ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس قسم کے 15، 20 ہزار آدمی محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں اور اگر وہ تعلیم کے لئے ایسا کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے درجہ کے احمدی نوجوان تبلیغ کی خاطر اپنی زندگیاں وقف نہ کریں۔ اگر وہ اتنی تنخواہ پر تعلیم کا کام کر سکتے ہیں تو احمدی نوجوان اسی تنخواہ پر تبلیغ کا کام کیوں نہیں کر سکتے۔

پس مَیں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس سکیم کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے اور اپنے اپنے ہاں کے ایسے نوجوانوں کے جو پرائمری یا مڈل پاس ہوں اور لوئر پرائمری کے مدرّسوں جتنا ہی گزارہ لے کر تبلیغ کا کام کرنے پر تیار ہوں ان کے نام فوراً بھجوا دیں تا اُن کے لئے تعلیم کا کورس مقرر کر کے انہیں تبلیغ کے لئے تیار کیا جا سکے اور پھر مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لئے مقرر کیا جا سکے۔ ممکن ہے اس تجویز پر غور کر کے سال سے کچھ زیادہ کا کورس مقرر کیا جا سکے اور کچھ طب بھی ان کو سکھا دی جائے تا وہ تبلیغ بھی کریں اور مطب بھی۔

اس تجویز کے ماتحت پہلے تو تھوڑے آدمی لئے جائیں گے۔ جنگ کا زمانہ ہے اور گرانی بہت ہے۔ ابھی انجمن پچھلا قرض بھی پورا اتار نہیں سکی۔ گو بہت سا حصہ اتارا جا چکا ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ پہلے صرف 15، 20 آدمی ہی لئے جائیں اور تین چار اضلاع میں تجربۃً کام شروع کیا جائے۔ ہر تحصیل میں ایک ایک مبلغ مقرر کیا جائے اور اس طرح تجربہ کیا جائے کہ اُن کے اثر کے نیچے کس طرح جماعت ترقی کرتی ہے۔

پس آج کے خطبہ کے ذریعہ مَیں تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اپنے ہاں

کے ایسے نوجوانوں کو جن کی تعلیم معمولی ہو۔ صرف پرائمری پاس یا مڈل پاس یا مڈل فیل ہی ہوں۔ اور بجائے کوئی اَور کام کرنے کے جس میں اُنہیں اتنا ہی گزارہ مل سکے گا جتنا ہم دیں گے تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے پر آمادہ ہوں۔ ان کے نام ارسال کریں۔ ایسے نوجوانوں کو ہم اتنا ہی گزارہ دیں گے جتنا وہ کسی جگہ کما سکتے ہیں اور جتنا اُن کی قابلیت اور تعلیم کے دوسرے لوگ لے رہے ہیں۔ اور تبلیغ کا ثواب ان کو الگ ہو گا۔ گویا وہ ہم خُرما و ہم ثواب کے مصداق ہوں۔ خُرمے کے خُرمے کھا سکیں گے اور ثواب الگ ہو گا۔ ایسے نوجوان اگر محکمہ تعلیم میں مدرّس مقرر ہوں تو زیادہ سے زیادہ 15،20 روپے سے شروع کر کے ترقی کرتے کرتے 25،30 تک تنخواہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر سلسلہ کی خدمت میں بھی ان کو اتنی تنخواہ مل سکے اور تبلیغ کا ثواب علیحدہ ملے تو اُن کو کیا گھاٹا ہے۔ اِس جہان کا سُکھ بھی اُن کو حاصل ہو گا اور اگلے جہان کا بھی اور اس سے زیادہ بابرکت کام اُن کے لئے اَور کون سا ہو سکتا ہے؟ ہزاروں لوگ جن کو ان کے ذریعہ تبلیغ ہو گی اُن کا ثواب اُن کو ملے گا اور جو اُن کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوں گے اُن کا ثواب بھی اُن کو ملے گا۔ جتنے لوگ اُن کی وجہ سے تقویٰ میں ترقی کریں گے اور جتنے لوگوں میں اُن کی وجہ سے احمدیت کی روح ترقی کرے گی ان سب کی نیکیاں اُن کے نام بھی لکھی جائیں گی۔ پس ان کے لئے یہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔ وہ دنیا کے لحاظ سے تو جہاں بھی جائیں اتنا ہی کما سکیں گے جو ان کو سلسلہ کی طرف سے ملے گا اور ثواب الگ ہو گا۔ آخر ایک پرائمری پاس یا مڈل تک تعلیم رکھنے والے نوجوان کو کوئی ڈپٹی کمشنر یا تحصیلدار یا تھانیدار تو بنا نہیں دے گا۔ ان کی کامیابی تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتی ہے کہ کسی پرائمری سکول میں مدرس ہو جائیں۔ پہلے ایسے لوگ پٹواری بھی ہو سکتے تھے مگر اَب تو کسی مڈل پاس کو بڑی سفارش سے پٹواری لے لیا جائے تو شاید لے لیا جائے ورنہ انٹرنس پاس کو لیا جاتا ہے اور پٹواریوں کی تنخواہ بھی زیادہ سے زیادہ 25،30 ہی ہوتی ہے۔ اور جب لوگ دنیا کے لئے ایسے کام کرتے ہیں اور اتنی تنخواہ لیتے ہیں تو دینی کام میں کیوں ایسا نہیں ہو سکتا۔ پس جو نوجوان اتنی تعلیم رکھتے ہوں اور جن کے سامنے دنیوی لحاظ سے کوئی بڑی نوکری نہ ہو وہ تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ پہلے اپنے اخلاق درست کریں، تعلیم حاصل کریں اور پھر دوسروں کو

فائدہ پہنچائیں۔ ان کی تعلیم اور قابلیت کے لوگوں کو جو سرکاری کام مل سکتے ہیں وہ تو دوسری قوموں کے لوگ بھی کر سکتے ہیں۔ ہندو، سِکھ، غیر احمدی سب پرائمری مدرّس اور پٹواری وغیرہ ہو سکتے ہیں مگر تبلیغ کا کام صرف احمدی ہی کر سکتے ہیں۔

پس مَیں جماعتوں اور عہدیداروں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ میرا یہ خطبہ سنا کر تحریک کریں کہ ایسے نوجوان جو اِس درجہ اور اس قابلیت کے ہوں اور تیار ہوں کہ سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں ان کے نام ارسال کریں۔ ہاں یہ مد نظر رہے کہ وہ دیندار، نمازوں میں باقاعدہ اور دین میں ترقی کرنے کے خواہشمند ہوں۔ لڑاکے نہ ہوں۔ جھوٹ سے کُلّی طور پر بچنے والے ہوں، دیانتدار ہوں اور محنتی بھی۔ انہیں ایسی دینی تعلیم دے کر جو دیہات میں کام آ سکتی ہو اور کچھ طب بھی سکھا کر باہر بھیجا جائے گا اور اس طرح وہ پریکٹس کر کے اپنی آمد بھی بڑھا سکیں گے۔ اگر یہ دونوں قسم کے مبلغ ہوں، ایک ایسے جیسے پرائمری سکولوں کے مدرس ہوتے ہیں اور دوسرے ایسے جیسے کالجوں اور سکولوں کے ہوتے ہیں تو تبلیغ کا کام بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ بڑے مبلغ دورے کر کے ان کے کام کی نگرانی کریں گے۔ بڑے بڑے شہروں میں لیکچر دیں گے اور تبلیغ کریں گے، کتابیں لکھیں گے اور دیہات میں دیہاتی مبلّغ ہی کام کریں گے کیونکہ دیہاتیوں کے لئے وہی زیادہ مؤثر باتیں کر سکتے ہیں۔ وہ اگر کسی جگہ جائیں تو یہ امید نہیں رکھتے کہ ہمارے لئے بہت زیادہ صاف ستھرے برتن لائے جائیں، عُمدہ دستر خوان بچھایا جائے بلکہ جیسے برتن وغیرہ زمینداروں کے ہاں ہوتے ہیں اُن میں بے تکلفی سے کھا سکتے ہیں۔ اور بالکل اُن جیسے ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے دیہاتی ان کی باتوں کو زیادہ اچھی طرح سُن سکتے ہیں۔ شہری لوگوں کا مذاق اَور ہوتا ہے اور وہ گاؤں والوں کی تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے کہ اِنْشَاءَ اللہ یہ طریق بہت مفید ہو گا۔ مگر ضرورت ہے کہ اسے جلد از جلد شروع کیا جا سکے۔ جتنی جلدی ایسے نوجوان میسر آ سکیں اتنی ہی جلدی ان کی تعلیم کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ سرِ دست میرا ارادہ ہے کہ ضلع گورداسپور میں تو مقامی تبلیغ کے شعبہ کے ماتحت گجرات، سرگودھا، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے اضلاع میں کام شروع کیا جائے۔ ان علاقوں میں جماعتیں زیادہ ہیں۔ پہلے ان اضلاع کے

لئے ایسے مبلغوں کا انتظام کیا جائے اور پھر اُسے سارے پنجاب اور دوسرے صوبوں میں پھیلا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے طریق اختیار کرنے کی توفیق دے کہ جلد سے جلد اس کی تبلیغ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل جائے۔ آمین۔"　(الفضل 4 فروری 1943ء)